سوال

دوسری جماعت کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو لوگ جماعت سے پیچھے رہ جائیں اور مسجد میں آئیں اور دیکھیں کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ تو کیا وہ اسی مسجد میں دوسری جماعت کرواسکتے ہیں۔؟ کیا اس حدیث کہ ((من یتصدق علی ھذا)) کون ہے جو اس پر صدقہ کرے؟'' اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ یا کسی دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو یہ قول ہے کہ ''جب ہماری جماعت رہ جاتی تو ہم الگ الگ نماز پڑھتے'' میں تعارض ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جو شخص مسجد میں آئے اور دیکھے کہ لوگ امام راتب یا غیر راتب کی اقتداء میں جماعت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ تو وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر جن کی جماعت رہ گئی ہے۔ نماز باجماعت ادا کرلے یا ان میں سے کوئی اس پر صدقہ کرتے ہوئے اسے جماعت سے نماز پڑھاوے جو پہلے اپنی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر چکے ہوں۔ کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تن تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

الا رجل یتصدق علی ہذا فیصلی معہ (سنن ابی داود)

''کیا کوئی ہے جو اس شخص پر صدقہ کرے اور اسے نماز جماعت کے ساتھ پڑھا دے۔''

تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اسے نماز پڑھا دی ترمذی نے بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اس وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایکم یتجر علی ہذا (سنن ترمذی)

''کون ہے جو اس سے تجارت کرے''

ایک آمی کھڑا ہوا اور اس نے اسے جماعت سے نماز پڑھا دی امام ترمذی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ امام حاکم رحمة اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام ذہبی رحمة اللہ علیہ نے بھی آپ کی موافقت کی ہے۔ امام ابن حزم رحمة اللہ علیہ نے بھی ''المحلی'' میں اسے ذکر کر کے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''کئی ایک صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے ۔کہ اس مسجد میں دوباہ۔جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں 'جس میں پہلے۔جماعت ہوچکی ہو''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اورامام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے ۔

کچھ دوسرے لوگوں کا قول یہ ہے کہ ان لوگوں کونماز الگ الگ پڑھنی چاہیے چنانچہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اورامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے ۔کہ ان لوگوں کو نماز الگ الگ پڑھنی چاہیے ۔اورانکے ہم نوالوگوں نے دوسری۔جماعت کواس لئے مکروہ قرار دیا ہے ۔کہ اس سے افتراق وانتشار پیدا ہوگا خواہش نفس کے پجاری جماعت سے پیچھے رہ جانے کا اسے ایک زریعہ بنالیں گے ۔اوراس طرح دوسری نماز اس امام کی امقتداء میں ادا کریں گے ۔جوان کی۔جماعت اوران کی بدعت میں ان کی موافقت کرے گا لیکن مذکورہ بالاحدیث کے پیش نظران میں سے پہلا قول ہی صحیح ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَاتَّقُوااللَّہَ مَا استَطَعتُم ١٦ ...سورةالتغابن

"سوجہاں تک ہوسکے تم اللہ سے ڈرو۔"

کے عموم کا بھی یہی تقاضا ہے ۔نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ :

اذا امرتکم بامر فاتوامنہ مااستطعتم (صحیح مسلم)

''جب تمھیں کوئی حکم دوں تو مقدور بھر اس کی اطاعت بجالاؤ''

کے عموم کا تقاضا بھی یہی ہے بلاشک وشبہ نماز با۔جماعت ادا کرنا ہی تقویٰ ہے ۔اور شریعت نے اس کا حکم دیا ہے ۔لہذا مقدور بھر کوشش کے ساتھ اسے ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ صحیح احادیث کے معارضہ میں اہل علم کی ان بیان کردہ علل کو پیش کیا جائے ۔جن کی وجہ سے انہوں نے مسجد میں دوسری۔جماعت کو مکروہ قرار دیا ہے ۔بلکہ اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے ۔جس پر صحیح نقول دلالت کناں ہوں ۔اوراگر کسی شخص یا کسی۔جماعت کے بارے میں یہ بات معلوم ہوجائے کہ وہ نماز با۔جماعت کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے وہ دانستہ پیچھے رہتے ہیں ۔اوران سے باربار اس بات کا صدور ہوا ہے ۔یا ان کے طرز عمل اوران کی۔جماعت کی روش سے یہ ظاہر ہوکہ وہ محض اس لئے۔جماعت سے پیچھے رہتے ہیں ۔تاکہ اپنے ہم نوالوگوں کے ساتھ نماز ادا کریں ۔توانھیں تعزیری سزا دی جائے گی ۔اوراس بات سے انھیں روکا جائے گا ۔مسلمان حاکم انہیں اوران جیسے اپنی خواہش کے پجاریوں کو چاہیے مناسب سزا دے سکتا ہے ۔اوراس طرح انتشار وخلفشار اور خواہشات کے پجاریوں کی غرض کا سد باب کیا جاسکتا ہے ۔لہذا ان دلائل کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں جس سے ان لوگوں کے لئے دوسری۔جماعت کے جواز کا ثبوت ملتا ہے ۔جو پہلی۔جماعت سے محروم ہوگئے ہوں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج1ص458

محدث فتویٰ